سوال۔ مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔

(i) خلیفہ عمرؓ کی اصلاحات

(ii) سرکاری ملازمین کی ذمہ داریاں۔

(1) خلیفہ عمرؓ کی اصلاحات۔

1) تعارف۔

جب نبی ﷺ نے مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو مدینے کے اندر حکومتی نظام کا کوئی معاہدہ و ضابطہ موجود نہیں تھا۔ لوگ قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے اور قبیلوں کے سرداروں کو ان تمام حکومتی طرز کے ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں جو کہ باقاعدہ منظم نظام نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے مدینے کے اندر ایک مستقل ریاست کی بنیاد ڈالی۔ پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے جانشینوں نے اس نظام کو مزید جدیدیت بخشی۔ جانشین رسول ﷺ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت دو سال کے لیے قائم رہی اور اس کے بعد ریاست مدینہ کے تمام تر سیاسی، سماجی و معاشرتی نظام حضرت عمرؓ کے زیر تسلط آ گئے۔ چونکہ آپ ؓ کے دور خلافت میں اسلامی ریاست کی سرحدیں کافی بڑھ گئی تھیں چنانچہ اسلامی ریاست کے لیے ایک چیلنج تھا ان سب کی سماجی و سیاسی نظام کو سنبھالنا۔ چنانچہ آپ ؓ نے بے شمار اصلاحات کیں جس کی بدولت اسلامی ریاست نہ صرف ترقی کی بلکہ خوشحال بھی ہو گئی۔

2) دور عمرؓ۔

حضرت عمرؓ کا دور خلافت رسول ﷺ کے وصال کے دو سال

بعد شروع ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ کے رحلت کے بعد خلافت کی
تمام ذمہ داریاں حضرت ابوبکر صدیق رض کے پاس تھیں۔
رسول ﷺ کی رحلت کے دو سال بعد آپ رض بھی دنیا سے پردہ
فرما گئے چنانچہ حضرت عمر رض مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ نامزد
ہوئے۔ آپ رض نے اسلامی دنیا کے لوگوں کی آسائش کے لیے
بہت سارے اصلاحات کیے جن میں سے چند ایک ذیل میں
دیئے گئے ہیں۔

(1) پولیس کا نظام۔

حضرت عمر رض کے دور سے قبل پولیس کا نظام
اسلامی ریاست میں منظم طور پہ موجود نہیں تھا۔
بلکہ اسلامی ریاست کے اندرونی معاملات کو سنبھالنے
کے لیے چند لوگوں نے خود اپنی ذمہ داری دی ہوئی تھی۔
کیونکہ آپ ﷺ کے دور میں پولیس کی کوئی خاص ضرورت
اس لیے بھی نہیں تھی ایک تو اسلامی ریاست کا حجم
وسیع تر نہیں تھا اور دوسری بات آپ ﷺ بذات خود
ان کے درمیان میں موجود تھے اس وجہ سے لوگوں کے
درمیان لڑائی جھگڑے نہ ہونے کے برابر تھے۔ لیکن
وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی سلطنت کی سرحدیں
بھی بڑھتی گئیں اور پھر ساتھ ہی ساتھ آبادی میں بھی
خوب اضافہ ہوتا گیا۔ اتنی آبادی و رقبے میں قانون
کی بالادستی بھی قائم کرنا ضروری تھا چنانچہ آپ رض
نے پولیس کا نظام متعارف کروایا اور ساتھ ہی ساتھ
اصحاب کرام میں سے کسی ایک کو اس کا آفیسر بھی مقرر
فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رض کو آپ رض کی طرف سے بحرین

کی پولیس کا آفیسر مقرر فرمایا گیا تھا۔

ii) دیوانی نظام۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دور سے پہلے اسلامی سلطنت کے بارے میں ناپ تول و معلومات دلینے کے لیے کوئی مخصوص ادارہ موجود نہیں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات زیادہ ہونے کی وجہ سے کافی قریبی ممالک اسلامی ریاست کا حصہ بن چکی تھی۔ لہذا آپ رضی اللہ عنہ نے اس نظام کو متعارف کروایا تاکہ وہ اسلامی ریاست کے اندر شامل ہونے والی نئی زمینوں کا جائزہ لے سکیں اور ان کے بارے میں معلومات اکٹھا کر سکیں۔

iii) عدلیہ کا نفاذ۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دور سے پہلے چند ایک جج موجود تھے جو لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرتے تھے۔ جنہیں اسلامی نظام کے اندر قاضی کا نام دیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت تک بہت سارے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے اور ان سب کی ضرورت کے لیے عدلیہ کو بطور ایک ادارہ بنانا ضروری تھا۔ لہذا آپ رضی اللہ عنہ نے عدلیہ بطور ایک ادارے کے تحت بہت سارے قاضیوں کی تقرری فرمائی۔ اور قاضیوں کو حکومت کی طرف سے بھاری بھاری تنخواہیں مقرر کی تاکہ وہ لوگ پیسوں کے عوض اپنے فیصلے نہ بیچ سکیں۔

iv) بیت المال کا قیام۔

رسول ﷺ کے حیات مبارکہ میں بیت المال کا نظریہ موجود نہیں تھا کیونکہ اسلامی ریاست کی ریوینیو اتنی

زیادہ نہیں تھیں جو بھی چیز آتی تھی ان کو اسلامی قوانین
کے مطابق لوگوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ یہی رواج حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی قائم رہا۔ بعد میں جب حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آگیا تو اسلام کے اندر فتوحات کا
ایک سلسلہ آگیا، نئے زمینوں اور نئے آبادیوں کی اضافے
کی وجہ سے معیشت کے مواقع بھی کم ہو گئے۔ چنانچہ آپؓ نے ان
سب کا حساب رکھنے کے لیے بیت المال قائم فرما دیا۔

3) خلاصہ بحث۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں اسلامی ریاست کی حدود
کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ضروریات بھی بڑھ گئیں لہذا ان
سب ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک حکومتی ڈھانچے کا
ہونا ضروری تھا تو آپؓ کی دور اندیشی کی بدولت مسلمانوں
کو جو ادارے ملے تمام تر ضروریات زندگی مل گئی جو کہ ایک بہتر
ریاست ہی مہیا کر سکتی ہے۔

5) سرکاری ملازمین کی ذمہ داریاں :-

1) تعارف -

ملک کے اندر ایک بہت بڑی تعداد کے اندر سرکاری ملازم کام کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ سرکاری ملازم انتظامی امور سے لیکر داخلی و خارجی امور یا پھر انسانی فلاح و بہبود تک کے تمام تر ادارے سنبھالے ہوئے ہیں۔ کسی بھی حکومت کو سرکاری ملازموں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ حکومت ان سرکاری ملازموں کے ذریعے ہی اپنے سرکاری کام کرنے میں معاونت لیتی ہے۔ سرکاری ملازموں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے کام صداقت و دیانت داری و احسن طریقے سے ادا کریں اور ساتھ ہی ساتھ میں اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کریں جس نے انکو یہ موقع فراہم کیا ہے ورنہ پاکستان سمیت دنیا بھر میں سرکاری محکمے اتنے زیادہ بھر گئے ہیں کہ اب ایک ادارے اور ملازم رکھنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔

2) سرکاری ملازمین کی ذمہ داریاں -

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم سے تمہاری رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا- (القرآن)

اگر قرآن مجید کی اس آیت کو سرکاری ملازموں کے اوپر لگایا جائے تو اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ سرکاری ملازم سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ دین اسلام نے انسانوں کو زندگی گزارنے کے ہر ایک اصول سے روشناس کروایا ہوا ہے۔ اسی بابت دین اسلام نے احتساب کے اصول بھی بڑے سخت بیان فرمائے ہیں۔ اسلام کے احتسابی نظام کے اندر

Scanned with CamScanner

ایک تو دنیاوی سزا و جزا کا طریقہ کار پایا جاتا ہے اور دوسرا احتساب کا طریقہ کار اخروی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود انسان سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے اور اس بنا پر اس کو سزا و جزا دیا جائے گا۔

اس لیے سرکاری ملازموں کے حقے میں بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں جنکو سرانجام کر وہ نہ صرف ایک اچھے انسان بن سکتے ہیں بلکہ اچھے مسلمان بھی بن سکتے ہیں۔

ذیل میں سرکاری ملازموں کے چند ذمہ داریاں بیان کی گئی ہے۔

(۱) ایک صاف ستھرے ارادے کے ساتھ جانا۔

لالچ و حرص انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتے۔ ایسا انسان نہ صرف اللہ کے ہاں ذلیل و خوار ہوتا ہے بلکہ اپنے یاروں اور دوستوں کے بیچ میں بھی کم تر اور بے عزت ہو جاتا ہے۔ اس لیے گورنمنٹ ملازم کو چاہیے کہ وہ سرکاری ادارہ جوائن کرنے سے پہلے اپنے دل و دماغ سے تمام تر منفی سوچوں کو ختم کرے۔ حضور ﷺ کا حدیث مبارک ہے:

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

جو بندہ مثبت سوچ کے ساتھ اپنے کام و فرائض کو ادا کرتا ہے اس کے بڑے دو بڑے فائدے ہیں۔ ایک تو وہ اپنے کام سے مطمئن رہے گا دوسرا یہ ہے کہ ایسا شخص اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے۔

(۲) انصاف کے تقاضوں پہ پورا اترنا چاہیے۔

اسلامی نظام کے اندر حق حاکمیت اللہ کے پاس ہوتی ہے اور انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نائب ہے۔ اگر اللہ

تعالیٰ نے اس کو دنیا کے اندر ایسی اس کامیابی سے ہمکنار کیا ہو جس سے وہ انسانوں کے بارے میں فیصلے کر سکتا ہے تو پھر ایسے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی پاسداری کرنی چاہئیے اور لوگوں کے درمیان انصاف سے کام کرنا چاہئیے۔ ہر کام میرٹ کے مطابق ہونا چاہئیے۔

(iii) کرپشن سے دور رہنا چاہئیے اور اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئیے۔

سرکاری دفاتر کے اندر ایک ناسور کی طرح پھیلتی جا رہی ہے عام لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ سرکاری ملازم اپنے دفاتر آنے کے عوض تنخواہ لیتے ہیں اور کام کرنے کے لئے رشوت لیتے ہیں۔ ایسے میں سرکاری ملازم عام عوام کی محبت و اعتماد کھو بیٹھتے ہیں۔ حضورؐ کا حدیث مبارک ہے کہ:

رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں

(الحدیث)

اس حدیث کے مطابق جو بندہ کسی کو رشوت دیتا ہے وہ بھی جہنمی ہے اور جو لیتا ہے وہ بھی اس لئے سرکاری ملازموں کو چاہئیے کہ وہ اس ناسور سے دور رہیں اور اس کی حوصلہ شکنی کریں۔

(iv) اقرباء پروری سے دور رہنا چاہئیے۔

سرکاری ملازمتوں کے اندر جتنی بھی آسامیاں آتی ہیں یا پھر ٹھیکے کے لئے جو بھی سروسز ان سب میں میرٹ کا خیال رکھنا چاہئیے۔ ملازمتیں صرف ان بندوں کو دیا جانا چاہئیے جو اس کے میرٹ پہ پورا اترتے ہوں۔ اور اسی طرح گورنمنٹ کی طرف سے عام عوام کی آسانی کے لئے جتنے بھی فلاح و بہبود

کے جو پیرا جیلیٹ دیتے ہیں وہ اس بندے کو ملنا چاہیئے جو اس کا صحیح معنوں میں حقدار ہوں۔ اقرباء پروری حق غصب کرنے کے زمرے میں آتی ہے جس کے بارے میں قرآن مجید کا مفہوم ہے:

جس کسی نے ایک بالشت کے برابر بھی کسی کی زمین غصب کی تو قیامت کے دن اس کو سات گنا کر کے اسکا طوق غصب کرنے والے کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ (القرآن)

3- خلاصۂ بحث۔

آج کے دور میں سرکاری عہدوں کا ملنا بذات خود کسی نعمت سے کم نہیں ہے۔ ایسے میں انسان کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے تمام تر غلط کاموں سے دور رہنا چاہیئے۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے نبھا کے حق دار کو اسکا حق دلانا چاہیئے۔